بسم اللہ الرحمن الرحیم

سفر میں نماز کا وقت شروع ہوا اور ختم ہونے سے پہلے منزل پر پہنچ گئے، تو نماز میں قصر کریں گے؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص شرعی سفر پر نکلا اور راستے میں ظہر کی نماز کا وقت شروع ہوگیا اور وہ ظہر کی نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے اپنے مکان یا جہاں جاتا ہے، وہاں پہنچ گیا اور وہاں پندرہ (15) دن رہنے کی نیت ہے، تو اس صورت میں وہ نماز قصر پڑھے گا یا مکمل؟

جواب

نماز میں قصر یا پوری پڑھنے کے وجوب کے لیے **نماز کے آخری وقت کا اعتبار ہوتا ہے**، یعنی اگر نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد نماز ادا نہ کی گئی اور آخری وقت آگیا، تو دیکھا جائے گا کہ اُس وقت نماز ادا کرنے والا شخص مسافر ہے یا مقیم؟ اگر وہ مسافر ہو، تو اس پر قصر واجب ہوگی یعنی چار رکعت والے فرض کو دو پڑھے گا، اور اگر مقیم ہو تو پوری چار رکعت پڑھنا لازم ہوگا۔

اس تمہید کی روشنی میں پوچھی گئی صورت کا حکم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص شرعی مسافت (یعنی 92 کلومیٹر یا اس سے زیادہ دور کسی مقام) پر جانے کے ارادے سے اپنے شہر کی آبادی سے نکل گیا، تو وہ مسافر ہوجائے گا اور راستے بھر مسافر رہے گا۔ پھر جہاں اس نے پندرہ (15) دن ٹھہرنے کا ارادہ کیا تھا، جب اس کے شہر کی آبادی میں داخل ہوجائے گا، تو وہ مقیم ہوجائے گا، اگرچہ ابھی اپنی منزل پر نہ پہنچا ہو۔ اب اگر راستے میں ظہر کی نماز کا وقت شروع ہوگیا تھا، لیکن اس نے راستے میں ظہر کی نماز ادا نہیں کی اور اب اس شہر میں داخل ہونے کے بعد، یا اپنی متعینہ منزل پر پہنچنے کے بعد ظہر کا وقت باقی ہے، تو وہاں پہنچ کر اُسے پوری نماز یعنی ظہر کے چار فرض پڑھنا لازم ہوگا، اگرچہ ظہر کا وقت اس کے مسافر ہونے کی حالت میں شروع ہوا تھا، کیونکہ پوری نماز یا قصر پڑھنے میں اعتبار آخری وقت کا ہے، جیسا کہ بیان ہوا۔ البتہ اگر وہ اس شہر کی آبادی میں داخل ہونے سے پہلے راستے ہی میں ظہر کی نماز ادا کرلیتا، تو اس وقت مسافر ہونے کی وجہ سے اُس پر قصر یعنی ظہر کی چار رکعت فرض کو دو رکعت پڑھنا لازم ہوتا، کیونکہ مسافر کے لیے چار رکعت والی فرض نماز میں قصر واجب ہے۔

قصر یا مکمل چار فرض کی ادائیگی میں نماز کے آخری وقت کا اعتبار ہے، چنانچہ متن کنز الدقائق اور اس کی شرح تبیین الحقائق میں ہے:

”(والمعتبر فيه آخر الوقت) أي المعتبر في وجوب الأربع أو الركعتين آخر الوقت فإن كان آخر الوقت مسافرا وجب عليه ركعتان وإن كان مقيما وجب عليه الأربع“ ترجمہ: اور اس میں آخری وقت کا اعتبار ہے، یعنی چار رکعت یا دو رکعت کے واجب

ہونے کے معاملے میں آخری وقت کا اعتبار ہے۔ لہذا اگر آخری وقت میں وہ مسافر ہو تو اس پر دو رکعت واجب ہوں گی، اور اگر آخری وقت میں مقیم ہو تو اس پر چار رکعتیں واجب ہوں گی۔ (کنز الدقائق مع تبیین الحقائق، جلد 1، صفحہ 215، مطبوعہ قاھرۃ)

تنویر الابصار مع درمختار میں ہے:"(والمعتبر في تغيير الفرض آخر الوقت) وهو قدر ما يسع التحريمة (فإن كان) المكلف (في آخره مسافرا وجب ركعتان وإلا فأربع) لأنه المعتبر في السببية عند عدم الأداء قبله"ترجمہ: فرض کے بدلنے میں آخری وقت کا اعتبار ہے، اور آخری وقت سے مراد اتنا وقت ہے جس میں کم از کم تکبیرِ تحریمہ کہی جاسکے۔ لہذا اگر مکلف آخری وقت میں مسافر ہو تو اس پر دو رکعتیں فرض ہوں گی، ورنہ چار رکعتیں، کیونکہ پہلے وقت میں نماز ادا نہ کرنے کی صورت میں فرضیت کے سبب میں آخری وقت ہی کا اعتبار ہوتا ہے۔

اس مسئلے کی مزید وضاحت کرتے ہوئے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ ردالمحتار میں ارشاد فرماتے ہیں:"(قوله والمعتبر في تغيير الفرض) أي من قصر إلى إتمام وبالعكس۔۔۔ (قوله وجب ركعتان) أي وإن كان في أوله مقيما وقوله: وإلا فأربع أي وإن لم يكن في آخره مسافرا بأن كان مقيما في آخره فالواجب أربع"ترجمہ: مصنف کا قول:"فرض کے بدلنے میں اعتبار"یعنی قصر سے پوری نماز اور پوری نماز سے قصر کی طرف منتقل ہونے میں آخری وقت کا اعتبار ہے۔ مصنف کا قول:"دو رکعتیں واجب ہوں گی"یعنی اگرچہ نماز کے ابتدائی وقت میں وہ مقیم تھا لیکن آخری وقت میں مسافر ہونے کی صورت میں اس پر دو رکعتیں واجب ہوں گی۔ اور مصنف کا قول: "ورنہ چار رکعتیں"، یعنی اگر آخری وقت میں مسافر نہ ہو بلکہ مقیم ہو تو چار رکعتیں واجب ہوں گی۔ (تنویر الابصار مع درمختار و ردالمحتار، جلد 2، صفحہ 738، دار المعرفۃ، بیروت)

بہار شریعت میں ہے:"قصر اور پوری پڑھنے میں آخر وقت کا اعتبار ہے جبکہ پڑھ نہ چکا ہو، فرض کرو کسی نے نماز نہ پڑھی تھی اور وقت اتنا باقی رہ گیا ہے کہ اللہ اکبر کہہ لے اب مسافر ہو گیا تو قصر کرے اور مسافر تھا (پھر) اس وقت (یعنی نماز کے آخری وقت میں) اقامت کی نیت کی تو چار پڑھے۔"(بہارِ شریعت، جلد 1، حصہ 4، صفحہ 749،750، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مسافر اپنے وطن کی آبادی سے نکل کر نمازوں میں قصر کرے گا، یہاں تک کہ واپس اپنے وطن میں داخل ہو جائے، یا سفر شرعی کے بعد کسی ایک جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لے، تو وہ مقیم ہو جائے گا اور پوری نمازیں پڑھے گا، چنانچہ تنویر الابصار مع درمختار میں ہے:"(من خرج من عمارة موضع اقامته قاصدا مسيرة ثلاثة ايام ولياليها صلى الفرض الرباعي ركعتين حتى يدخل موضع مقامه أو ينوي اقامة نصف شهر بموضع) واحد"ترجمہ: جو شخص تین دن اور تین راتوں کی راہ کے ارادے سے اپنے وطن کی آبادی سے باہر نکل جائے تو وہ چار رکعت والی نماز کو دو رکعتیں پڑھے گا، یہاں تک کہ وہ اپنے وطن کی آبادی میں داخل ہو جائے یا کسی ایک جگہ میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لے۔ (تنویر الابصار مع درمختار، جلد 2، باب صلوۃ المسافر، صفحہ 726-729، دار المعرفۃ، بیروت)

مسافریا مقیم ہونے کا تعلق شہر کی آبادی سے ہے، لہذا اپنے شہر کی آبادی سے نکلنے پر مسافر ہوگا، اور جہاں پندرہ دن ٹھہرنا ہے اس شہر کی آبادی میں داخل ہونے پر مقیم ہوگا، اگرچہ ابھی اپنی منزل پر نہ پہنچا ہو، چنانچہ ہدایہ میں ہے: "(اذافارق المسافر بیوت المصر، صلی رکعتین) لان الاقامة تتعلق بدخولها فیتعلق السفر بالخروج عنها" ترجمہ: جب مسافر شہر کے گھروں (یعنی آبادی) سے نکل جائے تو وہ دو رکعت پڑھے گا، کیونکہ اقامت کا تعلق شہر کے گھروں (آبادی) سے ہوتا ہے تو سفر کا تعلق بھی شہر کے گھروں (آبادی) سے نکلنے پر ہوگا۔ (الهدایہ، جلد 1، باب صلوۃ المسافر، صفحہ 80، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فتاوی رضویہ میں ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: "زید جب وطن سے اُس شہر کے قصد پر چلا اور وطن کی آبادی سے باہر نکل گیا اس وقت سے قصر واجب ہوگیا، راستے بھر تو قصر کرے گا ہی اور اگر اُس شہر میں پہنچ کر اس بار پندرہ روز یا زیادہ قیام کا ارادہ نہیں، بلکہ پندرہ دن سے کم میں واپس آنے یا وہاں سے اور کہیں جانے کا قصد ہے، تو وہاں جب تک ٹھہرے گا اس قیام میں بھی قصر ہی کرے گا اور اگر وہاں اقامت کا ارادہ ہے، تو صرف راستہ بھر قصر کرے، جب اس شہر کی آبادی میں داخل ہوگا قصر جاتا رہے گا۔" (فتاوی رضویہ، جلد 8، صفحہ 258، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FAM-1321

تاریخ اجراء: 20 ربیع الاول 1448ھ/02 ستمبر 2026ء